

روزہ کے احکام و مسائل

بقلم: حضرت علامہ مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ

مہینہ کی ابتداء اور انتہاء میں رویتِ ہلال کا اعتبار

رمضان کا مہینہ ہو یا کوئی دوسرا مہینہ، سال کے تمام مہینوں کی ابتداء اور انتہاء میں نیا چاند نکلنے اور دیکھے جانے کا اعتبار ہے۔ جنتری اور کیلنڈر اور فلکی حساب کا قطعاً اعتبار نہیں ہے۔ ارشاد نبوی ہے: (صوموا لرویتہ و افطروا لرویتہ) (صحیحین۔ بخاری، مسلم)

رویتِ ہلال کی شہادت

رمضان کے چاند کی رویتِ ہلال کے ثبوت کیلئے ایک معتبر مسلمان کی گواہی کافی ہے:

(عن ابن عباسؓ قال: جاء أعرابي النبي ﷺ فقال: إنني رأيت الهلال يعني هلال رمضان، فقال أتشهد أن لا إله إلا الله؟ قال، نعم. قال: فقال: يا بلال! أذن في الناس: صوموا غداً) (سنن اربعہ)

(عن ابن عمرؓ قال: تراءى الناس الهلال: فأخبرت رسول الله ﷺ أني رأيتہ، فصام وأمر الناس بصيامه) (سنن اربعہ)

علامہ شوکانیؒ ان دونوں حدیثوں کے بارے میں فرماتے ہیں: ”الحديثان يدلان على أنها تقبل شهادة الواحد في دخول رمضان“ (نیل الأوطار)

عید الفطر اور ذی الحجہ کے مہینوں کی ابتداء کیلئے دو معتبر مسلمان مردوں یا ایک مسلمان مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔

(عن رجل من أصحاب النبي ﷺ قال: اختلف الناس في آخر يوم من شهر رمضان فقدم أعرابيان فشهدا عند النبي ﷺ بالله لإهلال الهلال أمس عشية فأمر رسول الله ﷺ الناس أن يفطروا، وزاد في رواية وأن يغدوا إلى المصلى)

(عن أبي مالك الأشجعي نا حسين بن حارث الجدلي أن أمير مكة خطب ثم قال: عهد إلينا رسول الله ﷺ أن ننسك للروية، فإن لم نره و شهد شاهدا عدل نسكنا بشهادتهما الخ) (ابوداؤد)

(قال النووي: لا تجوز شهادة عدل واحد على هلال شوال عند جميع

العلماء إلا بأثور)

دوسرے مقام کی رویت کی خبر کا حکم

کسی مقام میں رمضان یا شوال کا چاند دیکھا گیا تو اس مقام رویت سے دور مشرق میں واقع دوسرے مقام والوں کیلئے ان کی رویت اس وقت معتبر ہوگی جبکہ ان دوسرے مقامات کے مطلع، مقام رویت کے مطلع سے مختلف نہ ہوں۔ موضع رویت سے دور مشرق میں واقع بلاد و امصار کے حق میں مغربی مقام کی رویت کے اعتبار و عدم اعتبار کے معاملہ میں اتحاد و اختلاف مطلع کا لحاظ ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مدینہ منورہ میں شام (جو مدینہ سے شمال مغرب میں واقع ہے) کی رویت کا اعتبار بظاہر اس لئے نہیں کیا تھا کہ مدینہ کا مطلع شام کے مطلع سے مختلف ہے ”لکل اهل بلد رویتهم“ یہ نہ تو حدیث مرفوع ہے نہ کسی صحابیؓ کا قول، بلکہ کسی فقیہ کا قول ہے۔ اس لئے حدیث مذکور کے مقابلہ میں قابل التفات نہیں۔

بعض علمائے فلکیات کا کہنا ہے کہ مطلع پانچ سو میل کے قریب کی مسافت پر مختلف ہو جاتا ہے، بنا بریں ہندوستان کے کسی مغربی مقام کی رویت اس کے مشرقی حصہ مثلاً بہار و بنگال کے حق میں معتبر نہ ہوگی۔

تار، ٹیلی فون، خط اور ریڈیو کے ذریعہ چاند کی خبر کا حکم

تار، لاسکلی (وائر لیس) ٹیلی فون، خطوط، ریڈیو، بلاشبہ خبر رسانی کے ذرائع ہیں اور دنیا ان پر اعتماد کرتی ہے، لیکن ان کا معاملہ شک و شبہ سے خالی نہیں ہوتا، اس لئے ایک خالص دینی و شرعی معاملہ اور مسئلہ میں ان ذرائع سے آئی ہوئی خبر و رویت پر مطلقاً اعتماد اور ان کے اعتبار کا حکم لگانا درست نہیں ہے۔ تار، ٹیلی فون اور خط کی خبر صرف اس وقت معتبر ہوگی جب کہ خاص انتظام کے تحت متعدد مقامات رویت سے متعدد تار یا ٹیلی فون یا خطوط آئیں اور جن کو ٹیلی فون کیا گیا ہو یا خطوط لکھے گئے ہوں وہ لوگ ان ٹیلی فون کرنے والوں کی آوازیں اور خط لکھنے والوں کے رسم الخط پہچانتے ہوں۔ جن کی بناء پر مستند علماء کو ان خبروں کی صحت کا ظن

غالب حاصل ہو جائے۔

ریڈیو کی خبر کے معاملہ میں حسب ذیل امور پر نظر رکھنی ضروری ہے:

۱۔ ریڈیو کی اجمالی خبر کہ فلاں مقام میں چاند دیکھا گیا، کل روزہ رکھا جائے گا یا عید منائی جائے گی، مطلقاً قبول نہیں ہے، اور اس طرح کی خبر پر صوم یا افطار درست نہیں ہے، اسی طرح ایک مقام کی خبر کے بارے میں مختلف شہروں کے ریڈیو اسٹیشنوں کا اعلان بھی قابل قبول نہیں ہے۔

۲۔ ریڈیو سے روایتِ ہلال کا اعلان خبر ہے، شہادت اصطلاحی نہیں ہے اس لئے اس میں شہادتِ مصطلحہ کے شرائط اور قیود کا لحاظ و اعتبار نہیں ہوگا۔

۳۔ ریڈیو کے جس اعلان پر صوم یا افطار کا حکم دیا جائے اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ تفصیلی ہو اور ذمہ دار علماء کی جماعت کی طرف سے ہو یا کم از کم اس جماعت کی ذمہ داری کے حوالہ سے ہو کہ انہوں نے باضابطہ شرعی شہادت لے کر چاند ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ مثلاً کوئی متدین مسلمان ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان کرے کہ ہمارے شہر کی فلاں ذمہ دار رویتِ ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت یا امیر شریعت یا مفتی (بترتیب نام قاضی یا امیر یا مفتی یا ارکان کمیٹی یا علماء) نے شرعی ثبوت کے بعد یہ اعلان کرایا ہے۔ اس طرح کی صراحت و تفصیل کے ساتھ اعلان پر صوم اور افطار یعنی عید منانا درست ہوگا۔ ایسا اعلان اسی وقت ہو سکتا ہے جب رویتِ ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت یا امیر شریعت یا مفتی کا ریڈیو کے محکمہ کے ذمہ داروں سے باقاعدہ رابطہ قائم ہو۔

ریڈیو پر اعلان کرنے والا اگر کوئی متدین مسلمان نہ ہو بلکہ ریڈیو کا غیر مسلم ملازم ہو اور وہ کسی ذمہ دار رویتِ ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت (بترتیب نام) کے فیصلہ کا اعلان تفصیل بالا کرے تو یہ خبر بھی قابل تسلیم و قبول ہوگی اور اس پر اعتماد کر کے صوم اور افطار کا حکم درست ہوگا۔ جس طرح توپ، نقارہ کی آواز اور ڈھنڈھور جی کے اعلان پر فقہاء نے صوم اور افطار صوم جائز قرار دیا ہے، مگر واضح رہے کہ ریڈیو کی خبر سن کر ہر شخص کو بطور خود فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، کیونکہ وہ مشتہرہ خبر کی شرعی حیثیت کو نہیں سمجھ سکے گا۔ اس لئے سننے والوں کا فرض ہوگا کہ وہ اس معاملہ میں بھی اپنے یہاں کے ذمہ دار علماء کی طرف رجوع کریں اور ان کے فیصلہ پر عمل کریں۔ یہ مسئلہ اور معاملہ شرعاً انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے۔

۴۔ ریڈیو سے بصورتِ مذکورہ نمبر ۳ جس مقام کی رویت کا اعلان ہو اس مقام رویت سے دور

مشرق میں واقع انہیں مقامات میں اس رویت کا اعتبار اور اس پر عمل ہو گا جن کے مطالع مقام رویت کے مطلع سے مختلف نہ ہوں بلکہ ایک ہوں یعنی ان کے یہاں کے افق پر بھی اسی شب میں چاند طلوع ہوتا ہو مگر ابر یا گرد و غبار یا کسی اور وجہ سے نظر نہ آیا ہو۔

۵۔ صوم، افطار، عید قربان، حج وغیرہ خالص دینی و شرعی مسائل ہیں ان کو دنیاوی معاملات، سیاسی خبروں یا عام خبروں اور غیر اسلامی حکومتوں کے کاروبار پر قیاس کرنا قطعاً غلط بات ہے۔ حکومتیں اپنے مفاد کیلئے اپنے ریڈیو اسٹیشنوں سے جس قسم کے غلط اور صحیح پروپیگنڈے کا کام لیتی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ایسی حالت میں صوم و افطار صوم وغیرہ دینی معاملات میں ریڈیو کی خبر و اعلان کے اعتبار کیلئے نمبر ۳ میں مذکورہ مبینہ قیود و حدود کا اعتبار و لحاظ ضروری ہے۔

مشکوٰۃ دن میں روزے کا حکم

شعبان کی تیسویں رات کو غبار یا بادل کی وجہ سے مطلع صاف نہ ہو اور چاند دکھائی نہ دے اور نہ دوسرے مقام سے چاند دیکھے جانے کی معتبر اطلاع آئے تو وہ رات شعبان کی ہوگی اور اس سے اگلا دن شعبان کا سمجھا جائے گا اور اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ فرمایا: (فإن غم عليكم فأكملوا عدة شعبان ثلاثين) (صحیحین) پس غبار یا ابر کی وجہ سے چاند نہ دیکھنے کی صورت میں یہ خیال کر کے روزہ رکھنا کہ اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا ورنہ نفل ہوگا۔ غلط اور باطل ہے، عمار بن یاسر صحابی فرماتے ہیں کہ ”جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے آنحضرت ﷺ کی نافرمانی کی۔“ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

حاصل یہ ہے کہ شعبان کی آخری تاریخ مشکوک ہو تو اس میں روزہ نہ رکھا جائے اور اس کو رمضان میں نہ شمار کیا جائے، چاند کو چھوٹا بڑا دیکھ کر بھی شک نہیں کرنا چاہئے بلکہ جس روز چاند دیکھا گیا ہے اسی دن کا سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح رمضان کے استقبال میں چاند دیکھنے سے پہلے ایک یا دو روزے رکھنا ناجائز ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ہاں اگر کسی اور دنوں میں نفلی روزہ رکھنے کی عادت تھی، اتفاقاً نہ رکھ سکا یا کسی شخص کی ہر آخر ماہ میں نفلی روزہ رکھنے کی عادت ہے تو ایسی صورت میں اجازت ہے کہ وہ آخری تاریخوں میں روزہ رکھے۔

روزہ کی نیت کا حکم

ہر عبادت کی صحت کیلئے نیت شرعی شرط ہے، پس روزہ کی صحت بھی نیت شرعی کے ساتھ مشروط ہے۔ خواہ روزہ نقلی ہو یا فرضی، رمضان کا ہو یا نذر کا، ادا ہو یا قضا اور نقلی روزہ کے علاوہ ہر قسم کے روزے کیلئے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے نیت کر لینا ضروری ہے۔ بخلاف نقلی روزے کے کہ اگر آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی نیت کر لی تو روزہ صحیح ہو جائے گا۔ (والیہ ذهب الشافعی وأحمد وإسحاق وهو الراجح عند شیخنا کما صرح به فی شرح الترمذی : من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام له) (ترمذی وغیرہ)

جس نے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کی اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔ صحیح اور راجح اس حدیث کا مرفوع ہونا ہے: (کما حققه الشوکانی فی النیل وابن حزم فی المحلی) یہ حدیث فرض اور نقلی ہر قسم کے روزوں کو شامل ہے مگر نقلی روزہ اس حدیث کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: (کان النبی ﷺ یأتینسی ویقول أعندک غداء؟ فأقول: لا، فیقول إنی صائم وفی رواية إنی إذا لصائم) یعنی: ”حضرت میرے پاس آتے اور پوچھتے کیا صبح کا کھانا ہے؟ میں عرض کرتی نہیں آپ فرماتے میں روزہ رکھوں گا۔“

(وأما ماروی عن سلمة بن الاکوع ان رسول الله ﷺ أمر رجلاً من أسلم أن اذن فی الناس اذ فرض صوم عاشوراء الاکل من أکل فلیمسک ومن لم یأکل فلیصم أخرجہ البخاری وغیره فأجیب عنه بأنه إنما صحت النية فی النهار لأن الظاهر ان صوم عاشوراء أنزلت فرضيته فی النهار فصار الرجوع إلى اللیل غیر مقدر والنزاع فیما کان مقدوراً فیخص الجواز بمثل هذه الصورة أعنی من ظهر له وجوب الصیام علیه من النهار فتأمل)

ہر روزہ کیلئے نیت ضروری ہے صرف پہلی رات کی نیت تمام روزوں کیلئے کافی نہیں ہوگی، اور نیت زبان سے لفظوں میں کہنے کی ضرورت نہیں ہے دل میں نیت کر لینا کافی ہے۔

سحری کھانے کی فضیلت

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: (تسحرُوا فإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَاتًا) ترجمہ: ”سحری کھایا کرو، سحری کھانے میں برکت ہے۔“

دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا: (فصل ما بين صيا منا و صيام اهل الكتاب أكلة السحر) (مسلم) ہمارے روزہ اور اہل کتاب (عیسائی، یہودی) کے روزہ کے درمیان فرق کرنے والی چیز سحری کھانا ہے یعنی وہ بغیر سحری کھائے ہوئے روزہ رکھتے ہیں۔

سحری کھانے کی فضیلت میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کھانا باعثِ خیر و برکت ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ سحری کھانے والے کو بہ نسبت سحری نہ کھانے والے کے بھوک اور پیاس کی تکلیف کم محسوس ہوتی ہے۔ وہ زیادہ کمزور اور پریشان نہیں ہوتا، ذکرِ الہی، تلاوتِ قرآن اور نماز وغیرہ میں چست رہتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے روزہ اور یہودیوں، عیسائیوں کے روزہ کے درمیان ماہہ الامتیاز چیز سحری ہے۔ اس لئے سحری چھوڑنی نہیں چاہئے، کچھ نہیں تو ایک کھجور اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو ایک گھونٹ پانی ہی سحری کے وقت پی لینا چاہئے۔

سحری دیر کر کے کھانے کی مسنونیت اور فضیلت

آج کل عام طور پر لوگ اس ڈر سے کہ آخِر شب میں بیدار نہ ہو سکیں گے اور اس صورت میں سارے گھر والے بغیر سحری روزہ رکھیں گے۔ ایک یا دو بجے شب میں ہی سحری کھا لیا کرتے ہیں یا نصف رات کو سحری کا وقت سمجھ کر بھی بعض لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور جب مختلف غذاؤں سے اچھی طرح شکم پر کر لیتے ہیں اور پان وغیرہ سے فارغ ہو کر سوتے ہیں تو کھانے کے نشہ میں خوب گہری اور زبردست نیند آنے کے باعث فجر کی نماز اول وقت غلص میں تو ادا کرنا درکنار آخر وقت میں بھی نہیں پڑھ سکتے کیونکہ آفتاب طلوع ہونے کے قریب بیدار ہوتے ہیں، بلکہ اگر جھنجھوڑ کر نہ جگایا جائے تو ۸-۹ بجے تک سوتے رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ وہ ایسا کرنے کی صورت میں دوہرے نقصان اور خسارے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ فجر کی نماز یا تو قضا ہو جاتی ہے یا مکروہ وقت میں ادا کرتے ہیں اور سحری کا مسنون طریقہ اور وقت چھوڑ دیتے ہیں۔

سحری کا مسنون وقت اور طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے صبح کاذب میں یا صبح کاذب سے کچھ پہلے کھانا چاہئے، حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں: (تسحرنا مع رسول اللہ

ﷺ ثم قمنا إلى الصلوة قال كم كان قدر ذلك قال قدر خمسين آية (ترمذی)

ترجمہ: ”آپ کی سحری اور فجر کی نماز کی درمیان فاصلہ پچاس آیت کے پڑھنے کے برابر ہوتا تھا۔“
 کس قدر افسوس ہے کہ جو لوگ اس سنت پر عمل کرتے ہیں یعنی سحری دیر کر کے کھاتے ہیں ان سے مذاق کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سحری دن میں کھاتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون، ہاں سحری آخر شب میں کھانے والوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ چائے اور پان تمباکو میں مشغول رہ کر اس طرح بے خبر نہ ہو جائیں کہ صبح صادق طلوع ہوگئی ہو اور وہ اب تک اسی شغل میں منہمک ہوں۔

روزہ وقت ہوتے ہی فوراً افطار کر دینا چاہئے

جب سورج غروب ہو جائے اور مشرق سے سیاہی نمودار ہو جائے روزہ افطار کر دینا چاہئے اور بلاوجہ شک میں پڑ کر دیر نہیں کرنی چاہئے، روزہ افطار کرنے کا یہی وقت ہے۔

(إذا أقبل الليل من ههنا وأدبر النهار من ههنا وغابت الشمس فقد أفطر الصائم۔ (صحیحین) ترجمہ: ”جب رات سامنے آئے (مشرق سے سیاہی نمودار ہو جائے) اور دن پیٹھ پھیر لے اور آفتاب غروب ہو جائے تو روزہ افطار کرنے کا وقت آ گیا“ (اب بلا تاخیر روزہ افطار کر دینا چاہئے) (لا يزال الناس بخير ما عجلوا الفطر) (صحیحین) ترجمہ: ”لوگ جب تک افطار میں جلدی کریں گے بھلائی میں رہیں گے۔“

حدیث قدسی ہے: (أحب عبادة إلى أعجلهم فطراً) ترجمہ: ”سب بندوں سے پیارا مجھ کو وہ بندہ ہے جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے“ یعنی آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر ڈالتا ہے اور دیر نہیں کرتا، جلدی کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے یا اس کے غروب ہونے میں شک اور تردد ہونے کے باوجود روزہ افطار کر دیا جائے، غرض یہ ہے کہ افراط و تفریط سے بچنا چاہئے۔

روزہ افطار کرنے کی دعاء

(اللهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت) (ابوداؤد) ترجمہ: ”اے اللہ! تیرے ہی لئے میں نے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے سے افطار کیا۔“

دوسری دعاء: (ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الأجر ان شاء الله) ترجمہ:

”پياس جاتی رہی، رگیں تر ہو گئیں اور ثواب لازم و ثابت ہو گیا اگر اللہ نے چاہا۔“ (ابوداؤد)

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہئے؟

تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرنا افضل ہے۔ اگر تازہ نہ ملیں تو خشک کھجوروں سے افطار کیا جائے یہ بھی میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کیا جائے۔

(عن أنس كان النبي ﷺ يفطر قبل أن يصل على رطبات فإن لم تكن رطبات فتميرات فإن لم تكن تميرات حسا حسوات من ماء) (ترمذی، ابوداؤد) ترجمہ: ”آنحضور ﷺ نماز سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے اگر تازہ نہ ملیں تو خشک سے افطار کرتے اگر خشک بھی نہ میسر ہوئیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔“

سلمان بن عامر صحابی فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے روزہ کی افطاری کے متعلق ارشاد فرمایا: (إذا فطر أحدكم فليفطر على تمر فإنه بركة فإن لم يجد فليفطر على ماء فإنه طهور) (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) ترجمہ: ”جب کوئی روزہ افطار کرنا چاہے تو کھجور سے افطار کرے کہ وہ باعث نفع و برکت ہے۔ اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کہ وہ طاہر اور مطہر ہے۔“

روزہ افطار کرانے کا ثواب

کسی دوسرے روزہ دار کا روزہ کھلوانا بڑے ثواب کا کام ہے۔ پس دوست و احباب خویش و اقارب کے روزہ افطار کرانے کے ساتھ فقراء و مساکین اور بیوہ عورتوں کے یہاں نیز مساجد میں افطاری بھیج کر ثواب اخروی حاصل کرنے میں سبقت کرنی چاہئے، آنحضور ﷺ فرماتے ہیں: (من فطر صائماً أو جهز غازياً فله أجر مثله) (بیہقی) جس نے کسی کا روزہ افطار کرایا اس کو بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا، ایک لمبی حدیث میں ہے۔

(من فطر صائماً كان له مغفرة لذنوبه و عتق رقبة من النار و كان له مثل أجره من غير أن ينتقص من أجره شئ قلنا يا رسول الله ليس كلنا نجد ما نفطر به الصائم فقال رسول الله ﷺ يعطى الله هذا الثواب من فطر صائماً على مذقة لبن أو تمررة أو شربة من ماء و من أشبع صائماً سقاه الله من حوضي شربة لا يظمأ حتى يدخل الجنة، الحديث) (بیہقی) ترجمہ: ”جس شخص نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اس کے گناہ

مخاف ہو جائیں گے اور وہ دوزخ سے آزاد ہو جائے گا اور اس کو روزہ دار کے برابر اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی واقع ہو، صحابہؓ نے عرض کیا ہم میں سے ہر شخص ایسا نہیں ہے جو روزہ افطار کرا سکے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ اجر اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو دے گا جو کسی روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرادے اور جس کسی نے کسی روزہ دار کو خوب آسودہ اور سیر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض کوثر سے اتنا پلائے گا کہ وہ پیسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ بہشت میں داخل ہو جائے گا۔“

روزہ میں کون سے امور جائز ہیں اور کن امور سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

- ۱۔ تریاشنگ مسواک دن کے کسی حصہ میں بھی کرنا، ۲۔ سرمہ لگانا اور آنکھ میں دوا ڈالنا، ۳۔ سریا بدن میں تیل ملانا، ۴۔ خوشبو لگانا، ۵۔ سر پر کپڑا تر کر کے رکھنا، ۶۔ فصد لینا پچھتا لگوانا بشرطیکہ کمزوری کا خوف نہ ہو، ۷۔ انجکشن لگوانا جو قوت اور غذا کا کام نہ دے، ۸۔ ضرورت کے وقت ہنڈیا کا نمک چکھ کر فوراً تھوک دینا اور کلی کرنا، ۹۔ صبح صادق کے بعد جنابت کا غسل کرنا، ۱۰۔ مرد کا بیوی سے صرف بوس و کنار کرنا بشرطیکہ اپنے کو قابو میں رکھ سکتا ہو اور جماع واقع ہو جانے کا خوف نہ ہو، ۱۱۔ دن میں احتلام ہو جانا، ۱۲۔ عورت کو دیکھ کر انزال ہو جانا، ۱۳۔ خود بخود نے آجانا خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ ہو، ۱۴۔ تالاب وغیرہ میں غسل کرنا بشرطیکہ غوطہ لگانے کی صورت میں ناک یا منہ کے ذریعہ حلق کے اندر پانی نہ جائے، ۱۵۔ ناک میں پانی ڈالنا بغیر مبالغہ کے، ۱۶۔ ناک کے ریشٹھ کا اندر ہی اندر حلق کے راستہ اندر چلا جانا، ۱۷۔ کلی کرنا بشرطیکہ مبالغہ نہ کرے، ۱۸۔ کلی کرنے کے بعد منہ میں پانی کی تری کا تھوک کے ساتھ اندر چلا جانا، ۱۹۔ مکھی کا حلق میں چلا جانا، ۲۰۔ استنشاق بلا مبالغہ کی صورت میں بغیر قصد و ارادہ پانی کا ناک سے حلق کے اندر اتر جانا، ۲۱۔ منہ میں جمع شدہ تھوک کو نگل جانا مگر ایسا نہ کرنا بہتر ہے، ۲۲۔ سوڑھے کے خون کا تھوک کے ساتھ اندر چلا جانا، ۲۳۔ ذکر میں پچکاری کے ذریعہ دوا وغیرہ داخل کرنا، ۲۴۔ عورت سے بوس و کنار کی صورت میں انزال ہو جانا، ۲۶۔ بھول کر کھاپی لینا اور بیوی سے صحبت کر لینا، ۲۷۔ غبار دھوئیں یا آٹے کا اڑ کر حلق کے اندر چلا جانا، ۲۸۔ موچوں میں تیل لگانا، ۲۹۔ کان میں تیل یا پانی ڈالنا اور سلائی داخل کرنا، ۳۰۔ دانت میں اٹکے ہوئے گوشت یا کھانے کا جو محسوس نہ ہو اور منتشر ہو کر رہ جائے حلق کے اندر چلا جانا۔

۱۔ (من نسی وهو صائم فأكل أو شرب فليتم صومه أطعمه الله وسقاه صحیحین) ترجمہ: ”جو روزہ دار بھول کر کھاپی لے وہ اپنا روزہ پورا کرے اللہ نے اس کو کھلایا پلایا ہے یعنی بھول کر کھاپی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور نہ اس کی قضا دینی ہوگی۔“

۲۔ (من أفطر في شهر رمضان نسيًا فلا قضاء عليه ولا كفارة) (ابن خزیمہ، حاکم، ابن حبان) ترجمہ: ”جس نے رمضان کے مہینہ میں بھول کر افطار کر دیا اس کے ذمہ نہ قضاء ہے نہ کفارہ مگر بھول کر جماع یا کھالینے کی صورت میں جب یاد آ جائے تو فوراً چھوڑ دینا چاہئے۔“

روزہ جن امور سے ٹوٹ جاتا ہے

۱۔ دانستہ قصد اکھانا پینا خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، ۲۔ دانستہ جماع کرنا، ۳۔ قصد اُتے کرنا تھوڑی ہو یا زیادہ، ۴۔ حقہ بیڑی، سگریٹ پینا، ۵۔ پان کھانا، ۶۔ مبالغہ کے ساتھ ناک میں پانی یا دوا چڑھانا یہاں تک کہ طلق کے نیچے اتر جائے، ۷۔ کھانا پینا یا جماع کرنا رات سمجھ کر یا یہ خیال کر کے کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا آفتاب غروب نہیں ہوا تھا، ۸۔ منہ کے علاوہ کسی زخم کے راستے سے نکلی کے ذریعہ غذا یا دوا پہنچانی، ۹۔ حقہ کرنا، ان سب صورتوں میں ٹوٹے ہوئے روزہ کی قضا رکھنی ضروری ہے اور دانستہ بیوی سے صحبت (جماع) کر لینے کی صورت میں قضا کے ساتھ کفارہ دینا بھی ضروری ہے۔ کفارہ ایک مسلمان غلام یا لوٹھی کا آزاد کرنا ہے، اگر اس کی قدرت نہ ہو تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

بیمار، مسافر، حاملہ، مرضعہ کیلئے شرعی رخصت

اگر مسافر، بیمار، حاملہ کو روزہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف پہنچتی ہو اور دودھ پلانے والی عورت کے دودھ خشک ہونے کا خوف ہو تو ان لوگوں کیلئے شریعت کی طرف سے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں۔ بلکہ مسافر کیلئے اس صورت میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ ﴿فمن كان منكم مريضاً أو على سفر فعدة من أيام أخر﴾ بیمار اور مسافر کیلئے رخصت ہے کہ روزے نہ رکھیں لیکن اس کے بعد ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا دینی ہوگی، (إن الله وضع عن المسافر شطر الصلوة والصوم عن المسافر وعن المرضع والحلبی) (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) ترجمہ: ”اللہ نے مسافر کو قصر کی اجازت دی ہے اور مسافر، حاملہ، مرضعہ کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت دے دی ہے۔“

اگر سفر میں تکلیف نہ ہو اور بیماری، حمل، دودھ پلانے کی حالتوں میں روزہ رکھنے سے ضرر اور مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے، اور جس طرح مسافر یا بیمار کو قضاء دینی ہوتی ہے، اسی طرح حاملہ کو وضع حمل کے بعد جب روزہ رکھنے کی طاقت ہو اور مرضہ کو جب دودھ خشک ہونے کا خوف جاتا رہے، چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء دینی چاہئے۔ ”قال شيخنا رحمه الله في شرح الترمذی الظاهر انهما (الحامل و المرضعة) في حكم المريض فيلزم مهمما القضاء۔“

میت کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء

اگر مریض کو رمضان کے بعد صحت ہوگئی، یا مرض میں اتنی تخفیف ہوگئی کہ روزہ رکھ سکے، لیکن اس نے قضا نہیں رکھی پھر بیمار ہو کر مر گیا، یا مسافر کو سفر ختم ہو جانے کے بعد روزہ کی قضا کا موقع ملا لیکن اس نے قضا نہیں رکھی اور قضاء سے پہلے بیماری یا حادثہ میں انتقال کر گیا تو ان دونوں کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا ان کے اولیاء کے ذمہ ضروری ہے، ارشاد ہے: (من مات وعليه صيام صام عنه وليه) (صحیحین) چھوٹے ہوئے روزوں کا فدیہ دینے کے بارے میں جو روایت ذکر کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں ہے اور اگر رمضان کے بعد مریض کی بیماری یا مسافر کا سفر قائم رہا اور ان کو قضاء کا موقع نہیں ملا اور اسی بیماری یا اسی سفر میں ان کا انتقال ہو گیا تو ان کے اولیاء کے ذمہ ان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء نہیں ہے اور نہ فدیہ ہی ہے۔

ابن قدامہؒ لکھتے ہیں: من مات وعليه صيام من رمضان لم يخل من حالين: أحدهما أن يموت قبل إمكان الصيام أما لضيق الوقت أو لعذر من مرض أو سفر أو عجز عن الصوم فهذا لا شئ عليه في قوم أكثر أهل العلم..... لأنه حق لله تعالى وجب بالشرع، مات من يجب عليه قبل إمكان فعله فسقط إلى غير بدل كالحج..... الحال الثاني أن يموت بعد إمكان القضاء فالواجب أن يطعم عنه لكل يوم مسكين، وهذا قول أكثر أهل العلم، وقال أبو ثور يصام عنه وهو قول الشافعي لماروت عائشة ان النبي ﷺ قال: من مات وعليه صيام صام عنه وليه (المغنی ج ۳/۱۳۲، ۱۳۳) اور لکھتے ہیں: لو تركه لمرض اتصل به الموت لم يجب عليه شئ (المغنی ج ۳ ص ۱۳۱) اور امام نووی لکھتے ہیں: من فاته صوم يوم من رمضان ومات قبل قضاء

فلہ حالان: أحدهما أن يموت بعد تمكنه من القضاء سواء ترك الأداء بعذر أم بغيره فلا بد من تداركه بعد موته الحال الثاني أن يكون موته قبل التمكن من القضاء بأن لا يزال مريضاً أو مسافراً من شوال حتى يموت فلا شئ في تركته ولا على ورثته (روضۃ الطالبین جلد ۲ ص ۳۸۱، ۳۸۲) اور امام بیہقی سنن کبری ج ۴ ص ۲۵۳ میں لکھتے ہیں: باب المريض يفطر ثم لم يصح حتى مات فلا يكون عليه شئ روى ذلك عن ابن عباس، وقال رسول الله ﷺ إذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم۔

بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتوں کیلئے شرعی رخصت

وہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جو روزہ رکھنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں یا روزہ رکھنے کی صورت میں انتہائی کمزوری ہو جانے کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو تو ان کیلئے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں، آیت: ﴿وعلی الذین یطیقونہ فدیة طعام﴾ مسکین کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”ہی للشیخ الكبير و المرأة الكبيرة لا یستطیعان أن یصوما فیطعمان مکان کل یوم مسکیناً“ (صحیح بخاری)

روزے کا ثمرہ اور مقصد

﴿یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾ ترجمہ: ”مسلمانو! جس طرح تم سے پہلی قوموں پر روزے فرض کئے گئے تھے اسی طرح تم پر فرض کئے گئے، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“ ﴿شہر رمضان الذی أنزل فیہ القرآن ہدی للناس و بینات من الہدی و الفرقان فمن شہد منکم الشهر فلیصمه و من کان مریضاً أو علی سفر فعدة من ایام آخر یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر و لتکملوا العدة و لتکبروا اللہ علی ما ہدانا کم و لعلکم تشکرون﴾ ترجمہ: ”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور جو ہدایت اور حق و باطل کی تمیز کی دلیل ہے پس جو اس مہینہ میں زندہ رہے وہ روزے رکھے، جو بیمار یا مسافر ہو وہ ان کے بدلے اور دنوں میں روزے رکھے اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا اور تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور تاکہ تم اللہ کی ہدایت پر اس کی

بڑائی کرو اور شکر ادا کرو۔“

قرآن پاک نے روزہ کے حکم کے موقع پر ہم کو روزہ کے تین نتیجے بتائے ہیں: ۱۔ اتقاء ۲۔ تکمیر ۳۔ شکر۔ انسانی کاموں کا حقیقی وجود ان کے نتیجے اور ثمروں کا وجود ہے اگر نتیجہ اور ثمرہ ظاہر نہیں ہوا تو سمجھنا چاہئے کہ وہ کام بھی نہیں ہوا اگر بیمار کو حکیم نے دوا دی لیکن جس فائدے کیلئے دی تھی وہ فائدہ حاصل نہیں ہوا، تو سمجھنا چاہئے کہ حکیم نے دوا نہیں دی اور نہ بیمار نے دوا استعمال کی۔ اسی طرح روزہ کو ہمارا روحانی علاج سمجھنا چاہئے پس اگر روزہ سے روحانی شفا یعنی تقویٰ، تسبیح و تقدیس، تکمیر و تہلیل، حمد و ثناء وغیرہ حاصل نہ ہو تو حقیقت میں وہ روزہ نہیں ہے بلکہ فاقہ ہے اور ایسا روزہ دار فاقہ کش ہے۔ جس کو بھوک پیاس کی تکلیف کے علاوہ کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا، اللہ کے نزدیک ایسے روزہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے، آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: (کم من صائم لیس من صیامہ إلا الظمأ و کم من قائم لیس من قیامہ إلا السہور) (داری) ترجمہ: ”کتنے روزے دار ہیں جن کو بجز تپکنگی کچھ حاصل نہیں اور کتنے تہجد گزار ہیں جن کے تہجد سے بجز بیداری کچھ فائدہ نہیں۔“

روزے کا پہلا ثمرہ اتقاء بتایا گیا جس کے معنی اصطلاح شرع میں ہر قسم کی جسمانی، نفسانی و دنیاوی لذت اور خواہشات سے جسم اور روح کو محفوظ رکھنے کے ہیں اور یہی روزہ کی حقیقت ہے جس کے ساتھ تکمیر، حمد و ثناء بھی ہونا چاہئے، ہم خیال کرتے ہیں کہ گناہ کے ارتکاب، نفسانی خواہش کی پیروی، عصیان و طغیان سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر یا رکھنا چاہئے دل اور روح کا روزہ ضرور ٹوٹ جاتا ہے اور جب روح و قلب کا روزہ باقی نہیں رہا تو محض جسم کا روزہ بے سود اور غیر مفید ہے۔

(الصائم فی عبادۃ من حین یصبح إلى أن یمسی مالم یغتب فإذا اغتاب خرق صومہ) (دیلمی) ترجمہ: ”روزہ دار صبح سے شام تک اللہ کی عبادت میں رہتا ہے جب تک کسی کی غیبت نہ کرے جب وہ غیبت کرتا ہے تو اپنے روزے کو پھاڑ ڈالتا ہے۔“

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے برے اور بیہودہ کام، لغو باتیں، سرکشی نفس، روزہ کے منافی نہیں ہیں، لیکن یہ خیال جھوٹا اور غلط ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: (لیس الصیام من الأکل و الشرب انما الصیام من اللغو و الرفث) (حاکم، بیہقی) ترجمہ: ”روزہ کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقت میں برے اور لغو کام سے بچنے کا نام ہے۔“

ہمارے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم جھوٹی باتوں، برے عملوں کو روزہ کی صحت کیلئے مضر نہیں خیال کرتے حالانکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: (من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في أن يدع طعامه وشرابه) (بخاری وغیرہ) ترجمہ: ”جو شخص روزے کی حالت میں بھی کذب و زور اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ اس کیلئے روزہ دار اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔“

پس اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ روزہ دار حقیقت میں نیکی اور بھلائی کا مجسمہ ہوتا ہے نہ تو وہ کسی کی غیبت کرتا ہے نہ لغو و بیہودہ عمل کرتا ہے نہ کذب و زور اور جہالت کے کاموں میں اپنے کو طوط کرتا ہے نہ نفسانی خواہش کی اتباع کرتا ہے بلکہ برائی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دیتا ہے۔ (إذا كان يوم صوم أحدكم فلا يرفث ولا يصخب فإن سابه أحد أو قاتله فليقل إنى امرؤ صائم) (بخاری وغیرہ) ترجمہ: ”تم میں سے جب کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ بدگوئی کرے نہ شور و غل کرے اگر کوئی اس کو برا کہے یا اس سے آمادہ پیکار ہو تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔“

ماہ رمضان میں نیک کاموں کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے

(من تقرب فيه بخصلة من الخير كان كمن أدى فريضة فيما سواه و من أدى فريضة كان كمن أدى سبعين فريضة فيما سواه) ترجمہ: ”جس شخص نے رمضان میں ایک نیک نقلی کام کے ذریعہ اللہ کی نزدیکی چاہی تو وہ اس شخص کی طرح ہے، جس نے ایک فرض ادا کیا اور جس نے ایک فرض ادا کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے ما سوا رمضان میں ستر فریضے ادا کئے۔“

معلوم ہوا کہ اس مقدس اور بابرکت مہینے میں ہر ایک نیک اور اچھے کام کا ثواب بہت زیادہ ملتا ہے خواہ نقلی ہو یا فرض، پس قرآن کی تلاوت تسبیح و تقدیس، بکسیر و جہیل، حمد و شکر، تراویح اور دوسرے نیک کاموں میں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے، اس مبارک مہینے میں دل کھول کر صدقات و خیرات کرنا چاہئے، آنحضرت ﷺ کی سخاوت تیز و تند ہو اسے بھی زیادہ ہو جایا کرتی تھی، اسی لئے آپ نے اس مہینہ کو (شهر الحواساة

(یعنی: ”ایک دوسرے کی غمخواری اور درد کرنے کا مہینہ“ بتایا ہے، ہمارے سالانہ فرض دو ہیں، ایک جسمانی اور ایک مالی۔ فریضہ مالی (زکوٰۃ) اگرچہ کسی وقت کے ساتھ محدود اور مخصوص نہیں ہے مگر جب رمضان میں ایک فرض کی ادائیگی سے ستر فریضے کی ادائیگی کا ثواب ملتا ہے تو ادائیگی زکوٰۃ (فریضہ مالی) کیلئے رمضان سے بڑھ کر دوسرا کون سا وقت ہوگا؟ (بشکریہ: ماہنامہ ”محدث“ بنارس)